سوال

(173)بینک کا سود

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(جناب مولنا عزیز زبیدی صاحب واربرٹن (شیخوپورہ)

انجمن شبان اہل حدیث گوجرانوالہ کے ناظم قاضی عبدالقدیر صاحب لیکھتے ہیں کہ۔

ایک شخص نے مولنا مودودی صاحب سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص غلطی سے کسی ایسے اکاؤنٹ میں روپیہ جمع کربیٹھے جس میں سود ملتا ہے تو سود کی رقم ملنے پر وہ کیا کرے۔؟ مولنا نے فرمایا وہ رقم غریبوں میں تقسیم کردے۔انہی صاحب نے استفسار کیا کہ کیا اس طرح اسے خیرات کا ثواب ملے گا؟ مولنا نے کہا کہ خیرات کا ثواب ملے یا نہ ملے گناہ سے بچنے کا ثواب مل جائے گا۔(ہفت روزہ آئین 24 اکتوبر ص 7)

کیا مولنا کا یہ جواب صحیح ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

گوجرانوالہ میں مستند واعظ اور نامور علماء کرام موجود ہیں آسانی سے ان کی طرف رجوع کیا جاسکتا تھا کیونکہ اس سلسلے میں وہ سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کے قریب بھی رہتے ہیں میں تو آپ کی طرح ان کا ایک طالب علم ہوں۔دنیا کے سیلاب بلا میں سے ایک عظیم بلا اور ابتلاء نظام بینک کاری بھی ہے اس سے نکلنے کے لئے جتنا کوئی شخص پھڑپھڑاتا ہے اتنا ہی الجھتا چلا جاتا ہے اگر پیسہ گھر میں رکھتا ہے تو اس کے ضیاع کا خطرہ ہے بینک میں رکھتا ہے تو گناہ کا اندیشہ ہے۔

دل کو روؤں یا جگر کو میں میری دونوں سے آشنائی ہے۔

بہر حال اس صورت کے پیش نظر علماء نے جب اس پر غور کیا تو وہ مختلف نتائج پر پہنچے بعض نے فرمایا کہ بینک کا سود وہ سود نہیں جو اسلام میں ممنوع ہے راقم الحروف کے شیخ الشیخ ڈپٹی نزیر احمد دیلھوی کا یہی نظریہ تھا مفتی جمعیۃ العلماء دہلی دیوبندی کا بھی یہی فتویٰ ہے بعض نے کہا کہ اس کی صورت یہ ہے اگر وہ از خود پیش کرے تو لے لیا جائے۔اگر آپ نے ہی طے کیا ہے تو یہ سود ہے اس لئے ناجائز ہے۔

حضرت مولانا عبدالواحد بن مولانا عبداللہ الغزنوی کا یہی نظریہ تھا۔بعض بزرگوں نے تصریح کی ہے کہ بینک وغیرہ کا سود لے تو لیا جائے مگر خود خرچ نہ کیا جائے نہ تقرب کے کاموں

کےلئے دیا جائے بلکہ لے کر کسی غریب اور نادار کو دے دیا جائے مگر ثواب کی امید نہ رکھیجائے علامہ قاضی اطہر مبارک پوری کا یہی نظریہ تھا ایک قول وہ ہے جو مولانا مودودی نے پیش کیا ہے بعض علماء کا کہنا ہے کہ سودی رقم سود خورون کےلئے نہ رہنے دی جائے بلکہ ان سے لے کر مضطر لوگوں پر خرچ کی راقم الھروف کے نزدیک دو سے اقوال کی بنسبت موکر الزکر نظریہ کچھ گوارا ہے کیونکہ مضطر لوگوں کےلئے ہر مراد جائز ہے ۔ مگر بقدر کفایت یہ بات تو اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص اس میں روپیہ جمع کرا بیٹھتا ہے اس نظریہ کو گارا اس لئے کہا ہے کہ اس کی سنگینی پہلے نظریات کی بہ نسبت کم رہ جاتی ہے جہاں تک جواز کی بات ہے اسکے بارے میں پہلے راقم الحروف کا نظریہ پہلے یہ تھا کہ سود خوروں سے بہر حال یہ چھری چھین لینی چاہیے تاکہ اس کے ساتھ سودی کاروبار کا وہ مزید شکار نہ کر سکیں لیکن مزید غور کرنے پر محسوس ہوا کہ یہ پہلو بھی محل نظر ہے ۔ کیونکہ اس کی سنگینی کا احساس دلانے کے بعد اب ہمم پر اس کی زمہ داری نہیں رہی کہ اب اگلا کیا کرے گا ۔ اگر ہے تو صرف ان کی کہ آپ اس میں اپنا سرمایہ ہی جمع نہ کراتے جو آپ سے نہ ہو سکا اس لئے اب وہ جانیں اور ان کا کام دوسرا اس لئے کہ وہ ایک نجس مردار اور گندگی ہے سود خوروں کے گھر کو صاف رکھنے کیلئے اپنے گھر کو اس سے ملوث کرنا کوئی دانشمندانہ بات نہیں ہے قرآن وحدیث میں حرمت سود کے بارے میں استثناء کا زکر نہیں کیا گیا اسلئے اس سلسلے میں خود استثنائی صورتیں پیدا کر لینا تشریح ہے جس کے ہم مجاز نہیں ہیں ۔ بینک کے بعض شعبے ایسے ہوتے ہیں جس میں کہے بغیر سود نہیں لگتا لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کے جمع کردہ سرمایہ سے وہ سودی کاوبار بھی نہیںکرتے بلکہ کرتے ہیں آصرف اتنی بات ہوتی ہے جکہ اس میں سے آپ کو جو حصہ ملنا تھا وہ خود رکھ لیتے ہیں آپ کو نہیں دیتے اس لئے جو لوگ بینک سے سود نہ لے کر اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ بری الزمہ ہوگئے ہیں فریب نفس سے زیادہ نہیں ہوتا کیونکہ اس میں اپنا سرمایہ جمع کرا کے سودی کاروبار کرنے میں آپ نے بینک کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا ہے اور

اَتَعَاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ کی خلاف ورزی کر کے سودی کاروبار میں شرکت کرنے کا ارتکاب کیا ہے ۔ صحیح اور بیادی صورت یہ ہے کہ ایسے کاروباری اداروں میں اپنا سرمایہ جمع ہی نہ کرایا جائے اگر اجتماعی طور پر ان بینکوں کا بائیکاٹ کیا جائے تو وہ شراکت اور مضاربت جیسے شرعی اصولوں کے مطابق اپنا نظام بینکاری بدلنے پر مجبور ہو جائیں ۔ باقی رہا یہ اندیشہ کہ بینک کے بغیر پیسہ کا تحفظ مشکل ہوتا ہے سو یہ بیامری صرف نظام بیک کاری میں جاری وساری نہیں زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا کام کر رکھی ہے کیونکہ اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو نہیں جانتے کے اسلام کیا ہے ۔ اور اس سلسلہ میں ان کی اپنی زمہ داری کیا ہے اس لئے آپ اس بانہ سے اور کیا یا جائز کریں گے ؟ یقین کیجئے ان میں سے کچھ بھی ناجائز نہیں صرف دھاندلی ہے اور اس وقت تک دنیا کرتی جائے گی جب تک کوئی عمر نہیں پیدا ہو جاتا اسلامی نظام برحق کے مافی جو جو امور اور دھاندلیاں ہم نے سینے سے لگا لی ہیں وہ خود ساختہ معذرتوں کے سہارے لگا رکھی ہیں ورنہ حقیقت میں وہ شرعی ملازمتیں نہیں ہیں عذر لنگ کے ضن میں آتی ہیں جسے خوئے بدرا بہانہ بسیار سے تعبیر کر سکتے ہیں ۔

عام معذرتیں اور شرعی معذرت

معذرت ایک ایسی مکروہ کیفیت کا نام رہ گیا ہے جس کا اسلام میں قطعا کوئی مذکور نہیں ہے معذرت وقت اور حالات کیا یسی کوکھ سے جنم لے رہی ہے جسکے بدلنے کےلئے کوشش نہیں کی جاتی گویا کہ ہم نے ایسی معذرتوں سے سازگاری پیدا کر لی ہے جسکے بعد معذرت معذرت نہیں رہتی معصیت اور مجرمانہ غفلت بن جاتی ہے اس لیے ایسی معذرتوں کے سہارے جو بھی خلا شرع کام کیا جائے اسے شرعی معذرت کے نام پر حلال نہیں کیا جا سکتا اس لئے پوری قوم نے بیک کاری کے اسی نظام بد کو بدلنے کیلئے منظم کوشش نہ کرے اپنی معذرتوں کو کھٹائی میں ڈال دیا ہے کیونک معذرتیں ناسازگار حالات اور وقت کا حاصل ہوتی ہیں جو لوگ اور قومیں ناسازگار فضائوں کو بدلنے کیلئے اپنی ہاتھ پائوں بھی مارتی رہتی ہیں تا تبدلیل حالات اسلام میں ایسی اقوام اور افراد کی معذرتوں کو قبول کیا جاتا ہے جہاں ایسی بات نہیں ہوتی اور نہ اسن ناسازفگار فضائوں کو بدلنے کی کوئی منظم سعی اور کوشش کی جاتی ہے ۔ وہاں اسلام میں ان معذرتوں سے استفادہ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی کیونکہ اب اسے معذرت سزی سے تبدیہ کیا جائے گا ۔ جس کے معنی ہوتی ہیں کہ ان سے سازگاری اور ہم آہنگی پیدا کر لی گئی ہے جو بجائے خود السان دشمنی ہے ہاں جو افادیا تندارای کے داتھ اور پوری جدوجہد کوشش اور محنت سے اس غلط نظام کو بلدنے کی کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں وہ اگر وقت کئی کی حدتک اپنا سرمیاہ اس میں جمع کراتے ہیں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ معذرتیں تصور کئے جایئں اس صورت میں بدرجہ آکر یہی ہو سکتا ہے کہ واقعتہ اگر کوئی مضطر سامنے آگیا ہے تو بینک سے اپنا سود لے کر اس کو سہارا مہیا کرنا کرنا چاہے تو اس کیلئے گنجائش نکل سکتی ہے ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (پ 2 بقرہ ع 21)

ورنہ حرام خوروں کیلئے یہ حرام چھوڑ دیا جائے کیونکہ اب ہمارے بس میں اس سے زیادہ نہیں ہے ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۲۷۸ (بقرہ ع 38)

اس چھوڑنے میں استثناء نہیں ہے اس لئے ان سے نہ وصل کرنا ہی ہماری زمہ داری ہے اور بس اور جو لگو اوامی جذبہ اور فیضہ کے احساس کے تحت ان کو بدلنے کے لئے مناسب تک ودوکے بغیر اپنے آپ کو معزور تصور کر رہے ہیں۔ یقین کیجئے وہ عند اللہ معزور نہیں ہوں گے بلکہ مجرمانہ نظام کے داعیوں کے ساتھ یہ بے غیرت اور کاہل لوگ بھی مجرم قرار پائیں گے کیونکہ اللہ کے ہاں ایسے لوگ بہانے باز اور ظالم قرار پاتے ہیں زیل کی آیات میں انہی جعلی معذوروں کا زکر ہے۔ اِنَّ الَّذِینَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِینَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ

(پ5 سورۃ النساء ع14)

چونکہ وہ لوگ کفار کے نرغے کو معذرت تصور کر کے بیٹھ گئے تھے اور اس کے لئے آخری چارہ کار کی حد تک نکلنے کے لئے انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی تھی اس لئے اللہ نے فرمایا تمہاری یہ معذرت مسموع نہیں ہے۔ یہی کیفیت آجکل ہماری ہے۔ کہ اللہ کی عطا کردہ رخصتوں کا دامن تھ مے میں تو ہم کوئی سستی نہیں کرتے لیکن اس سلسلے کی اپنی زمہ داریوں اور تقاضوں سے واسطہ بھی نہیں رکھتے حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ الخراج بالضمان

اس سلسلے کی چند آیات اور احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

اگر کسی کو مال دیا ہے بطور قرض یا بطور امانت تو آپ صرف راس لامال لینے کا حق رکھتے ہیں۔ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ (بقرہ ع38)

حدیث وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلعم وما کانلہم فی النا سمن دین فلیس علیہم الا راسہ (کتاب الاموال لابن السالام صفحہ 192)

زیادتی آپ سے بھی نہیں ہونی چاہیے دوسروں سے بھی نہیں لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۲۷۹ اس کی شکل یہ ہے کہ سود چھوڑ دیا جائے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰٓوا سود قال عن العوض مگر صرف وقت اور مہلت کے بدلے کا نام ہے فرمایا اس کے بجائے اگر تنگی آگی ہے تو اسے مزی مہلت دی جائے نہ یہ کہ مہلت کے عوض اس پر سوار ہونے کی کوشش کی جائے۔ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ صرف مہلت ہی نہیں اگر صدقہ کا اہل ہے۔ تو صدقہ کر دیا جائے تو کیا ہی کہنے۔ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ سود کے مال میں برکت نہیں ہوتی انجام تباہی نکلتا ہے۔ اصل برکت خدا کی رضا جوئی میں ہے۔ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۟ فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۳۹

)سورۃ الروم ع4)

خلاصہ یہ ہے کہ بینک کا سود حرام ہے اس لئے اس میں سرمایہ جمع ہی نہ کرایا جائے بلکہ اس کو بدلنے کے لیے منظم کوشش کی جائے اب اگر ضیاع کے اندیشے سے اس میں جمع کرانا پڑ گیا ہے۔ تو ان پر یہ واضع کر سو کہ سود حرام ہے میں نہیں لووں گا الا یہ کہ کوئی مضطر بندہ سامنے آجائے اور اس کو بچانے کیلئے دینا پڑے تاہم اسے ثواب تصور نہ کیا جائے۔ تاکہ کسی پہلو میں بھی اس سے زہنی سازگاریا ور مفاہمت پیدا ہونے کا کوئی امکان نہ رہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم

(الاسلام لاہور جلد2 شمارہ43)

توضیح المفید

برفتاوی علماء حدیث ہمارے اکابرین کی کوششوں سے اور حکومت پاکستان کے صدر مملکت صدر ضیاء الحق کی جدوجہد سے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی سودی کاروبار کی لعنت کو مضاربت اور شراکت کی صورت میں تبدیل کیا لیکن فافہم لوگ اس کو بھی سود سمجھتے ہیں ایسے لوگ اصل میں سود کی تعریف نہیں سمجھے اللہ توفیق عطا فرمادیں۔ (سعیدی خانیوال)

استفسارات

بینک کا سود۔

چنیوٹ سے ایک دوست ارقام فرماتے ہیں۔

مولنا السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

اخبار اہل حدیث مورخہ 1954 میں فتاوی کے تحت سوال نمبر 280 میں کچھ شک ہے۔ وہ دو یہ ہے سوال ہے کہ بینک کی نوکری جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا ہے کہ بینک کی نوکری میں اختلاف ہے۔ مگر ٹھیک یہ ہے کہ وہ ناجائز ہے۔ کیونکہ بینک کی نوکری کا سارا کاروبار ہی سود پر مبنی ہوتا ہے۔ اور حرام ہے وغیرہ۔ اب عرض ہے کہ

1۔ اگر بینک کا کاروبار سارا سودی نہ ہوتا تو پھر کیا اس کی نوکری جائز ہوتی؟

2۔ حرام ہر حالت میں حرام ہے چاہے وہ تھوڑا ہو یا بہت جیسے سود کا گوشت اگر سیر بھر حرام ہے تو ایک لقمہ بھی حرما ہے شراب اگر بوتل بھی حرام ہے تو ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

3۔ ڈاک خانہ کی ملازمت میں سود دیا جاتا ہے لیا نہیں جاتا اور آپ جانتے ہیں کہ سود دینے ۔لینے ولالا۔ لکھنے والا۔ گواہ سب ایک ہی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں پھر کیا ڈاک خانہ کی نوکری جائز ہوگی؟

4۔ اگر بینک کی نوکری حرام ہے تو کیا بینک کے کسی ملازم کی زکواۃ خیرات۔ صدقہ قبول ہوگا یا نہیں؟

5۔ ہندو تمام سود کور ہوتے ہیں کیا ان کی نوکری بھی جائز ہوگی یا نہیں؟ اگر وہ اسٹیشن پر اتریں اور مسلمان قلی ان کا سامان اٹھا کر اُجرت لیں تو وہ بھی جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ آپ نے ناحق بال کی کھال اتارنے کی کوشش کی ہے۔ جواب میں کیہ دیا گیا ہے اس میں بعض نے اختلاف کیا ہے اور اختلاف والوں ہی سے ایک آپ بھی ہیں پھر کیا آپ چاہتے ہیں کہ سب آپ سے متفق ہوجایئں۔ اور کوئی بھی مخالفت نہ رہے یہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔؟ جن کو اختالف ہے اختلاف ہی رہے گا آپ کے دلائل جاننے کے باوجود وہ اس سے اختلاف رکھتے ہیں اور صحیح طور پر نیک نیتی سے اختلاف رکھتے ہیں سنئے اگر کوئی شخص یا ادارہ تجارتی کاروبار کرتا ہو اور سود بھی لیتا ہو تو اس کی ملازمت

جائز ہوگی کیونکہ اس کے مکلف نہیں ہیں کہ اس کی تحقیق کرتے پھریں۔ کہ آپ کی تنخواہ کس شعبے سے آئی ہے۔ جس کی کمائی کا عنصر غالب حلال ہو۔ اُس کی اجرت اور مزدوری جائز اور حلال ہوگی۔ یہ ایک اصولی چیز ہے جس میں آپ کے تمام جواب آجاتے ہیں۔ باقی رہا صدقہ خیرات کی قبولیت کا سوال سو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اصول یہی ہے کہ جو مال مطلق حرام ہو وہ قبول نہیں ہوتا۔ باقی رہا لوگوں سے لین دین وہ جائز ہوگا کیونکہ نوعیت کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔ صدقی کا مال سادات کرام کےلئے ممنوع ہے ی۔ کسی کو صدقہ ملا تو اس نے حضور کی خدمت میں پش کر دیا آپ نے قبول فرمایا تو کسی نے کہہ دیا حضور یہ صدقہ تھا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کےلئے صدقہ تھا مگر جب اس کی تملیک میں آگیا تو اس اک حکم بدل گیا اب وہ ہیں بطور ہدیہ دے رہا ہے جو جائز ہے پس اسی حدیث سے اپنے مسئلہ کو بھی حل کرلیجئے ے (نائب مدیر) (اہل حدیث سوہدرہ)

سوال۔ بیان کیا جاتا ہے جکہ اسلام میں سودی لین دین بدترین جرم ہے۔ قرآن نے اس جرم کیلیئے ہمیشہ عذاب کی وعید سنائی ہے۔ اور حدیث شریف میں اس کے کمتر سے کمتر درجے کے گناہ کو ماں سے بدکاری کے برابر قرار دیا گیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

موجودہ دور میں سود کے بارہ میں کئی قسم کی مشکلات پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں شاید اس لئے عام مسلمان غلط فہمیوں کا شکار ہیں حتی کہ دیندار قسم کے لوگ بھی اب بے دھڑک سودی لین

دین کررہے ہیں۔ وضاحت کیلئے تفصیلی طور پر سود کی عام مروجہ صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں حقیقت حال سے مطلع فرمادیں تاکہ اس جرم عظیم سے بچا جاسکے۔؟

جواب۔ ہاں سود کے متعلق قرآن نے بڑی وعید ودھمکی سنائی ہے حدیث میں سود کے ستر درجوں میں سے ادنیٰ کو ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر قرار دیا ہے یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے مسلمان جو کچھ کررہے ہیں۔ وہ غیر مسلم کی نقالی کررہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان نصرت الہیٰ اور عون خدا سے محروم ہوگیے ہیں۔

سوال۔ ہر بینک ہر جمع شدہ رقم کو سودی قرضوں کے لین دین پر لگاتا ہے اس لئے کیا بینکوں میں روپیہ جمع کرانا جائز ہے۔ دیگر بینک میں روپیہ جمع کرنے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔

پہلی صورت۔ بینک میں روپیہ جمع کرانا اور اس کے ساتھ سود بھی وصول کرنا۔

دوسری صورت۔ یہ ہوسکتی ہے کہ بینک والوں کو لکھ کر دے دیا جائے کہ ہمیں سود نہیں چاہیے۔ اس لئے اصل کے ساتھ سود کا اندراج نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس رقم کو بھی بینک بدستور سودی قرضوں میں لگائے گا۔

تیسری صورت۔ یہ ہوسکتی ہے کہ اپنے روپے کو بینک کی تجوری میں رکھ دیا جائے یہ تجوریاں بینکوں میں دستیاب ہیں ان میں لوگ زیورات وغیرہ رکھتے ہیں۔ اپنی اپنی تجوری کا کرایہ بینک کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

جواب۔ قرآن واحادیث کی رو سے یہ پہلی صورت جائز نہیں ہے کیونکہ اسلام نے غریبوں محتاجوں اور ضرورت مند لوگوں کو بلا سود قرض ملنے کی صورت میں ایک غریب یا ایک چھوٹا کروباری آدمی الٰہی کے فضل سے باآسانی ترقی کرسکتا ہے اس کے مقابلے میں سود ادا کرنے کی صورت میں مثلاً ایک آدمی دس ہزار روپے کا مقروض ماہانہ سود بھی ادا کرے وہ دکان کا کرایہ مکان کا کرایہ بھی برداشت کرے نیز اپنے بال بچے بھی پالے اس طرح اس کا دیوالیہ نکل جاتا ہے ہمارے تجربہ میں ایسے کئی افار موکو دہیں کہ سودی قرض پر کاروبار کرکے سود کے تلے دب کر اپنی ملکیتی مکان سے بھی محروم ہوگئے۔ عوام الناس تو اپنی جگہ ہے دنیا کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں بڑی بڑی خونخوار سرمایہ دار حکومتوں کے سودتلے دب کر دم توڑ رہی ہیں چونکہ اسلام کی انمٹ فطرت انسانی کی نبض پر ہے۔ اسلام کے نازل کرنے والا عالم الغیب والشہادۃ کو علم ہے کہ یہ سود انسان کے لئے اور اس ک ی ترقی کو تباہ کرنے میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسے حرام قرآ دیا ہے سوال میں زکر کردہ دوسری اور تیسری صورت جائز ہے مگر شرط کے ساتھ

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد14 ص166-174